ہجرت اور اس کے سماجی اثرات: ایک تحقیقی جائزہ

A Research Based Overview on Migration and its Social Effects

محسن خان عباسی*

ABSTRACT

Migration is basically a movement, movement of an animals or people to a new place or country. Humans commonly move or migrate in order to find food, working or in a search for better circumstance and better living conditions.

Migration had an important phase in Islamic cevilizatin. Its importance is highly significant. It has some stages like migration is obligatory act when there is command of Almighty Allah. The Holy Prophet (Peace Be Upon Him) himself along with his companions (May Allah be Please with them) migrated from Makkah to Madina. So it is the Sunnah of the Holy Prophet (Peace Be Upon Him).

The Role of Migration is highly important in contemporary world. So many Muslims are migrating from different Islamic countries. This is the time for Islamic world to pay attention and give them support to enhance their lives in order to get their heavenly share in this world and the life hereafter.

The benefits of migration are countless. Those who migrate in the way of Allah, The Holy Qur'an announced them with different titles, like: *Mufliheen, Mohsineen Muttaqeen.* This article will provide a clear understanding about the concept of Islamic migration and its benefits.

---

* پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، پاکستان۔

ہجرت کے لغوی اور اصطلاحی معنٰی

لغوی معنٰی

ہجرت عربی زبان کا لفظ ہے اور لغوی طور پر تین حروف ھ۔ج اور ر "هَجَرَ" پر مشتمل ہے۔ اسی سے دوسرے الفاظ هَجَرَ، يَهْجُر، هَجْرًا آتے ہیں۔ جن کے معنٰی چھوڑ دینا، مقاطعہ کر لینا اور ترک تعلق کر لینا، کے ہیں[1]۔

علامہ سید مرتضٰی الزبیدی رقمطراز ہیں: "هَجَرَ الشيءَ يَهْجُره هَجْرًا: تَرَكَه وأَغْفَله وأَعْرَض عنه"[2]۔

ہجر کا متضاد وصل ہے: "الهَجْرَ ضِدّ الوَصْل"[3].

علامہ ابن منظور افریقی ہجر کے معنٰی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "والهِجْرَةُ والهُجْرَةُ الخروج من أَرض إلى أَرض"[4].

اصطلاحی معنٰی

لفظی معنٰی کے اعتبار سے کسی شے کو چھوڑ دینا یا ترک کر دینا ہجر کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ مگر اصطلاحی اعتبار سے ہجرت سے مراد کسی ایک مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہجرت کہلاتا ہے۔

اسلام میں ہجرت مرادی معنٰی کے علاوہ ایک مخصوص اصطلاح ہے جس سے مراد، دار الکفر میں نامساعد حالات کی وجہ سے دار الاسلام میں منتقل ہونا ہجرت کہلاتا ہے۔ علامہ محمد بن علی الجرجانی رقمطراز ہیں: "الهجرة هي ترك الوطن الذي بين الكفار" و الانتقال إلى دار الإسلام[5].

یعنی مسلمان کسی شرعی سبب سے اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف چلے آئیں تو یہ عمل ہجرت کہلاتا ہے۔ علامہ مصطفی دیب البغا، امام بخاریؒ کی نقل کردہ ایک حدیث "إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الهجرة في اللغة الخروج من أرض إلى أرض ومفارقة الوطن والأهل مشتقة من الهجر وهو ضد الوصل. وشرعا هي مفارقة دار الكفر إلى دار الإسلام خوف الفتنة وقصدا لإقامة شعائر الدين"[6].

ہجرت لغوی طور پر ایک جگہ سے دوسری طرف خروج کر جانے (چلے جانے کو) کہتے ہیں اور اس کا معنی

الگ ہو جانا ہے۔ شریعت میں یہ دوری دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہوتی ہے، جو فتنہ کے خوف اور شعائر اسلام کی بجاآوری کے لیے کی جاتی ہے۔ علامہ محمد عبد الروٴف المناوی لکھتے ہیں: "والهجرة والمهاجرة في الأصل مفارقة الغير و متاركته لكن خص شرعا بترك الوطن الذي بين الكفار والانتقال إلى دار الإسلام"[7]۔

علامہ غلام رسول لکھتے ہیں، "مسلمانوں پر پہلے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا، فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد ہے"[8]۔

یہ تصریح خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔ امام بخاریؒ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انْقَطَعَتِ الهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ" فتح مکہ کے بعد ہجرت کا سلسلہ منقطع ہو گیا"[9]۔

حدیث مبارک کی تصریح سے یہ سوال پید ہوتا ہے کہ کیا ہمیشہ کے لیے ہجرت ممنوع قرار دے دی گئی ہے؟ یہ سوال تحقیق طلب ہے۔ حدیث مبارکہ کے متن سے بظاہر ایسا ہی ہے کہ ہجرت ہمیشہ کے لیے ممنوع قرار دے دی گئی۔ مگر حدیث مبارکہ میں جہاں انقطاع ہجرت کی روایت ذکر کی گئی ہے اس کے ساتھ اور بھی روایات بیان کی گئی ہیں۔ دوسری روایات کی رو سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ بیعت کی نیت سے حاضر ہوئے۔ یہ زمانہ آپ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں فتح مکہ کے بعد کا ہونا چاہیے۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو اب آپ ﷺ نے لوگوں کو مکہ میں ہی رہنے کی تلقین فرمائی۔ دوسری روایات میں ہجرت کے ساتھ بیعت کا بھی ذکر موجود ہے۔ لہذا یہ حکم صرف اسی وقت تک کے لیے مخصوص دکھائی دیتا ہے۔ جہاں تک دور حاضر کا سوال ہے تو یہ امر اب حالات پر منحصر ہے اگر کہیں حالات موافق نہ رہیں تو اب بھی ہجرت کی جاسکتی ہے۔ "جب کبھی کہیں مکہ جیسے حالات پیدا ہوں جہاں اس کا ایمان، جان، مال اور عزت محفوظ نہ ہو تو اس کے لیے وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے"[10]۔

اسی طرح عربی میں کہا جاتا ہے: اَهْجَرَ فِي مَنطِقِهِ: اُس نے بکواس کی اپنی بات میں اور بفلان سے مراد، ٹھٹھا کرنا اور بری بات کہنا بھی ہے[11]۔

انگریزی لغت

انگریزی زبان وادب میں ہجرت کے لیے "Migration" کا لفظ مستعمل ہے۔ جس کا معنٰی بھی آدمی، جانوروں اور پرندوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق ہجرت کے معنٰی درج ذیل ہیں:

The movement of large numbers of people, birds or animals from one place to another[12].

(بہت سارے انسانوں، پرندوں یا جانوروں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنا ہجرت کہلاتا ہے)۔

لوگوں کا کسی اچھی رہائش، مقام، کاروبار یا نوکری کی تلاش میں ایک علاقے سے نئی جگہ منتقلی کو ہجرت کہتے ہیں۔

Movement of people to a new area or country in order to find work or better living conditions [13]

ہجرت اور قرآن مجید

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے درج ذیل مقامات پر ہجرت کا لفظ استعمال فرمایا:

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾ [14]

(مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں، پس نیک بیویاں اطاعت شعار ہوتی ہیں شوہروں کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت کے ساتھ (اپنی عزت کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔ اور تمہیں جن عورتوں کی نافرمانی و سرکشی کا اندیشہ ہو تو انہیں نصیحت کرو اور (اگر نہ سمجھیں تو) اُنہیں خواب گاہوں میں (خود سے) علیحدہ کر دو اور (اگر پھر بھی اِصلاح پذیر نہ ہوں تو) اُن سے (تادیباً) عارضی طور پر الگ ہو جاؤ؛ پھر اگر وہ (رضائے الٰہی کے لیے) تمہارے ساتھ تعاون کرنے لگیں تو ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ سب سے بلند سب سے بڑا ہے)۔

درج بالا آیتِ مبارکہ کی رو سے ہجرت کے معنٰی الگ ہو جانا یا علیحدگی کے لیے مستعمل ہیں۔ یعنی ہجرت ایک ہی جگہ پر ایک مکان ہی میں ایک مقام سے دوسرے میں بھی کی جاسکتی ہے۔ یہ ہجرت اصلاح احوال کی جانب کی جانی چاہیے۔ جس کا مقصد انسان کو اپنے اصلی عمل سے روشناس کروانا ہے۔ جو عورتیں عمومی طور پر شیطان کے چنگل

میں پھنس کر برے افعال کی جانب مائل ہوں، ان کی اصلاح کے لیے شوہر کو حق حاصل ہے کہ وہ انہیں کچھ عرصے لیے الگ کر دیں اور خود اللہ تعالیٰ کی راہ میں مہاجر ہو کر اس سے مدد تلاش کریں۔ یہ وہ تربیت کا اسلامی اصول ہے جو چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ذریعے معاشرے کو دیا۔ دورِ حاضر میں مسلم ممالک میں ہی نہیں بلکہ غیر مسلم ممالک میں بھی اس کی اہمیت بڑھ چکی ہے۔ طلاق کی اوسطاً شرح مغربی ممالک میں 40 فیصد سے لے کر 50 فیصد تک پائی جاتی ہے اور بعض ممالک میں یہی شرح 60 فیصد سے لے کر 70 فیصد تک بھی چلی جاتی ہے۔ 2010ء کے اعداد و شمار کے مطابق آسٹریا اور آسٹریلیا میں طلاق کی شرح بالترتیب 47 فیصد اور 43 فیصد تک ہے۔ اسی طرح ہنگری اور پرتگال میں شرح طلاق بالترتیب 67 اور 68 فیصد تک ہے۔[15]

مغربی ممالک میں عورت کو کامل آزادی حاصل ہے جب کہ مسلم ممالک میں یہ معاملات مارپیٹ تک چلے جاتے ہیں۔ عورت کو کھلی چھوٹ دینا یا بے جا مارپیٹ کے ذریعے انہیں درست کرنے کی کوشش بھی معاشرے کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کے برعکس اگر مسلم قانون کے مطابق عورت کو بستر سے الگ کر کے نگرانی کی جائے اور اسے راہِ راست پر لانے کی کوشش کی جائے تو یہ عمل کچھ ہی عرصے میں بہتر نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔ لفظ ھجر دوری اور جدائی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور جدائی کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا﴾[16]

((آزر نے) کہا: اے ابراہیم! کیا تم میرے معبودوں سے روگرداں ہو؟ اگر واقعی تم (اس مخالفت سے) باز نہ آئے تو میں تمہیں ضرور سنگ سار کر دوں گا اور ایک طویل عرصہ کے لئے تم مجھ سے الگ ہو جاؤ)۔

قرآن مجید کی رو سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے غیر مسلم باپ کے مشورۂ ہجرت کو قبول کیا اور سلام کہتے ہوئے وہاں سے ہجرت اختیار کر گئے۔ قرآن مجید نے انسان کو معاشرتی طور پر یہ شعور دیا کہ اگر والدین اللہ تعالیٰ کے دین کو چھوڑنے کا کہیں یا حالات تنگ کر دیئے جائیں تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے ہجرت اختیار کر جائیں۔ دورِ حاضر میں مسلم گھرانوں کا یہ المیہ ہے کہ وہ شادی کے بعد حالات کی تنگی کا گلہ کرتے ہیں ماں، باپ، بہن بھائی کم و بیش سبھی باہم دست و گریباں نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید ہجرت کا وہ فارمولا دیتا ہے جس کی

بدولت بہت ساری معاشرتی بیماریوں کا سدباب کیا جاسکتا ہے۔ ماں باپ سے بھی اچھے انداز میں الگ ہوا جاسکتا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: ''سلام علیك'' اسی طرح اپنے گھر والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور بخشش بھی طلب کرنی چاہیے اور راہ ہدایت کی دعا بھی کرنی چاہیے۔

سورۃ مومنون میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ﴾[17]

(اس سے غرور و تکبّر کرتے ہوئے رات کے اندھیرے میں بے ہودہ گوئی کرے تھے۔

مذکورۃ آیتِ مبارکہ میں غفلت کا شکار لوگوں کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ یہ لوگ خود بھی اچھائی سے دور رہتے ہیں، غفلت کا شکار ہیں اور پھر دین کے بارے میں منافقانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے بے ہودہ گوئی بھی کرتے ہیں، ٹھٹھا کرتے ہیں اور بے ہودہ باتیں بناتے ہیں۔ غافل لوگوں کا یہ شیوہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہی اچھائی سے الگ رہتے ہیں۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے دور اور شیطان کی قربت و سنگت میں رہتے ہیں۔ صوفیا میں سے سید شیخ عبد القادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں شیطان کا معنیٰ بیان کرتے ہیں: ''لفظ شیطان شطن سے مشتق ہے اور یہ لفظ دراز اور متحرک رسی پر بولا جاتا ہے اور شطن دوری کے معنی میں بھی آتا ہے گویا کہ وہ خیر سے دور ہوا اور شرارت میں دراز اور بیقرار ہوا۔ پھر انسان کو بھی (بعض اوقات) شیطان کہا جاتا ہے یعنی وہ اپنے کام میں شیطان جیسا ہے اور ہر بری چیز شیطان کے مشابہ ہے'' [18]۔

مومن کا عمل اس کے برعکس ہوتا ہے وہ ہمیشہ سچائی اور راست گوئی کے راستے پر گامزن رہتا ہے، شیطان سے دور اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی معیت و سنگت میں رہنا پسند کرتا ہے۔ امتِ مسلمہ میں اکثریت اب فحش کلامی سے اپنی بات کا آغاز کرتے ہیں۔ لغو اور بے ہودہ گفتگو ایک شعار کی شکل اختیار کرتی چلی جارہی ہے جو سراسر فعلِ شیطان ہے۔

سورۃ مزّمل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا﴾[19] (اور آپ ان (باتوں) پر صبر کریں جو کچھ وہ (کفار) کہتے ہیں، اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ ان سے کنارہ کش ہو جائیں)۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی صبر اور دینِ حق پر استقامت سے لبریز تھی۔ کفارِ مکہ نے حد درجہ کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح آپ ﷺ سے لڑائی کی جائے تاکہ مسلمانوں کی تھوڑی قوت کو دوبدو لڑائی میں کچلا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو واضح فرمایا کہ اس وقت صبر اور حوصلے سے کام لیا جائے تاکہ آپ ﷺ کی طاقت محفوظ رہے۔ یہی ہوا کہ آپ ﷺ کی طاقت محفوظ رہی اور کفار، جو آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) برا بھلا پکارتے ، غزوہ بدر میں قتل کر دیئے گئے۔ یہی پیغام، دورِ حاضر میں امتِ مسلمہ کے لیے موجود ہے۔ امتِ مسلمہ کی قوت فی زمانہ اتنی زیادہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے امتِ مسلمہ کو صبر اور استقامت سے کام لیتے ہوئے ان سے کنارہ کش ہو جانا چاہیے تاکہ وہ ضرورت کے وقت مناسب حکمت علمی اور تدبیر سے کفار سے مقابلہ کر سکیں۔ جو ممالک اس قاعدے پر عمل پیرا ہوئے ہیں وہ موجودہ حالات میں انتہائی کامیاب ہوئے۔ چین اور جاپان کی مثال امتِ مسلمہ کے سامنے ہے۔

سورۃ المدثر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ [20] (اور (حسبِ سابق گناہوں اور) بتوں سے الگ رہیں)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ظلمِ عظیم شرک کو قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کو ساری دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے کفار کو یہ بات نہ صرف بتائی بلکہ عملاً کر کے بھی دکھائی، تاکہ لوگ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے بہرہ یاب ہو سکیں۔ جو قومیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو اس کی واحدانیت میں شریک رکھتی ہیں وہ ناکام ونامراد ہی رہتی ہیں۔ علامہ محمد اقبال "پیامِ عشق" میں لکھتے ہیں:

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبالؔ
آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بُتوں سے اپنا
غُبارِ راہِ حجاز ہو جا[21]

مسلمانوں کے کثیر تعداد میں ہجرت کی بدولت یورپی دنیا میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یورپی ممالک میں شرح خواندگی میں تیزی سے کم ہو رہی ہے اور اس کے برعکس مسلم شرح

خواندگی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر اسی رفتار سے مسلمانوں میں شرح خواندگی بڑھتی رہی تو یورپی ممالک میں کچھ ایسے بھی ہیں جہاں مسلمان اقلیت سے اکثریت میں ہو جائیں گے[22]۔

ہجرت اور انعاماتِ الٰہیہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینے والوں کو جن انعامات کی خوشخبری دی ہے، انہیں ذیل میں دی جانے والی آیات کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ وہ انعامات و اکرام ہیں جن کے سامنے دنیا و مافیہا کی ساری آسائشیں ماند پڑ جاتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مختلف مقامات پر ان انعامات کا ذکر کرتے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[23]

(بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کے لئے وطن چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔

علامہ غلام رسول تفسیر "تبیان القرآن" میں لکھتے ہیں، "پہلے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا بیان فرمایا تھا جن کے لیے قطعی طور پر جہنم ہے، اب ان لوگوں کا بیان فرما رہا ہے جو جنت کی امید رکھنے کے حق دار ہیں"[24]۔

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ﴾[25]

(پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرما لی (اور فرمایا:) یقیناً میں تم میں سے کسی محنت والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے میں سے (ہی) ہو، پس جن لوگوں نے (اللہ کے لئے) وطن چھوڑ دیئے اور (اسی کے باعث) اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور (میری خاطر) لڑے اور مارے گئے تو میں ضرور ان کے گناہ ان (کے نامۂ اعمال) سے مٹا دوں گا اور انہیں یقیناً ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ اللہ کے حضور سے اجر ہے، اور اللہ ہی کے پاس (اس سے بھی) بہتر اجر ہے)۔

امام قرطبی تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ﴾ یعنی میں آخرت میں ان پر ان کے گناہوں کو چھپادوں گا، پس میں انہیں ان کے سبب زجر و توبیخ نہ کروں گا اور نہ ان پر انہیں کوئی سزا دوں گا"[26]۔

﴿وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا﴾ [27]

(وہ (منافق تو) یہ تمنا کرتے ہیں کہ تم بھی کفر کرو جیسے انہوں نے کفر کیا تاکہ تم سب برابر ہو جاؤ۔ سو تم ان میں سے (کسی کو) دوست نہ بناؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت (کرکے اپنا صدق و اخلاص ثابت) کریں، پھر اگر وہ رُوگردانی (اور جارحیت کا ارتکاب) کریں تو اُنہیں گرفتار کرلو اور (دورانِ جنگ) انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر ڈالو اور ان میں سے (کسی کو) دوست نہ بناؤ اور نہ مددگار)۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ [28]

(بیشک جن لوگوں کی روح فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (کفر و فسق کے ماحول میں رہ کر) اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں (تو) وہ ان سے دریافت کرتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے (تم نے اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کی نہ سرزمین کفر و فسق کو چھوڑا)؟ وہ (معذرۃً) کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور و بے بس تھے، فرشتے (جواباً) کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں (کہیں) ہجرت کر جاتے، سو یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے)۔

﴿وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [29]

(اور جو کوئی اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے وہ زمین میں (ہجرت کے لئے) بہت سی جگہیں

اور (معاش کے لئے) کشائش پائے گا، اور جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اسے (راستے میں ہی) موت آپکڑے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ثابت ہو گیا، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾[30]

(بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (اللہ کے لئے) وطن چھوڑ دیئے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مہاجرین کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی وہی لوگ ایک دوسرے کے حقیقی دوست ہیں، اور جو لوگ ایمان لائے (مگر) انہوں نے (اللہ کے لئے) گھر بار نہ چھوڑے تو تمہیں ان کی دوستی سے کوئی سروکار نہیں یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ دین (کے معاملات) میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر (ان کی) مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں (مدد نہ کرنا) کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح و امن کا) معاہدہ ہو، اور اللہ ان کاموں کو جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے)۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ [31]

(اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (راہِ خدا میں گھر بار اور وطن قربان کر دینے والوں کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی، وہی لوگ حقیقت میں سچے مسلمان ہیں، ان ہی کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے)۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [32]

(اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور انہوں نے راہِ حق میں (قربانی دیتے ہوئے) گھر بار چھوڑ دیئے اور (عدل و انصاف اور امن و سلامتی کے نوزائندہ نظام کو متزلزل کرنے والے حملہ آور اور جارح دشمنوں کے خلاف) تمہارے ساتھ مل کر (دفاعی) جہاد کیا تو وہ لوگ (بھی) تم ہی میں سے ہیں، اور اللہ کی کتاب میں رشتے دار (صلہ رحمی اور وراثت کے لحاظ سے) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں، بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے)۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ (33)

(جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کی بارگاہ میں درجہ کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں، اور وہی لوگ ہی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں)۔

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (34)

(اور مہاجرین اور ان کے مددگار (انصار) میں سے سبقت لے جانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے اور درجۂ احسان کے ساتھ اُن کی پیروی کرنے والے، اللہ ان (سب) سے راضی ہوگیا اور وہ (سب) اس سے راضی ہوگئے اور اس نے ان کے لئے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی زبردست کامیابی ہے)۔

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (35)

(یقیناً اللہ نے نبی (معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر رحمت سے توجہ فرمائی اور ان مہاجرین اور انصار پر (بھی) جنہوں نے (غزوۂ تبوک کی) مشکل گھڑی میں (بھی) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کی اس (صورتِ حال) کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل پھر جاتے، پھر وہ ان پر لطف و رحمت سے متوجہ ہوا، بیشک وہ ان پر نہایت شفیق، نہایت مہربان ہے)۔

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (36)

(اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر (طرح طرح کے) ظلم توڑے گئے تو ہم ضرور انہیں دنیا (ہی) میں بہتر ٹھکانا دیں گے، اور آخرت کا اجر تو یقیناً بہت بڑا ہے، کاش! وہ (اس راز کو) جانتے ہوتے)۔

﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (37)

(پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے (ظلم و جبر کرنے والے کافروں کے ہاتھوں) آزمائشوں (اور تکلیفوں) میں مبتلا کیے جانے کے بعد ہجرت کی (یعنی اللہ کے لیے اپنے وطن چھوڑ دیے) پھر (دفاعی) جنگیں کیں اور (جنگ و جدال، فتنہ و فساد اور ظلم و جبر کے خلاف) سینہ سپر رہے تو (اے حبیبِ مکرّم!) آپ کا رب اس کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے)۔

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (38)

(اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں (وطن سے) ہجرت کی پھر قتل کر دیئے گئے یا (راہِ حق کی مصیبتیں جھیلتے جھیلتے) مرگئے تو اللہ انہیں ضرور رزقِ حسن (یعنی اُخروی عطاؤں) کی روزی بخشے گا، اور بیشک اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے)۔

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (39)

(اور تم میں سے (دینی) بزرگی والے اور (دنیوی) کشائش والے (اب) اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ (اس بہتان کے جرم میں شریک) رشتہ داروں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مالی امداد نہ) دیں گے انہیں چاہئے کہ (ان کا قصور) معاف کر دیں اور (ان کی غلطی سے) درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔

﴿فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (40)

(پھر لوط (علیہ السلام) ان پر (یعنی ابراہیم علیہ السلام پر) ایمان لے آئے اور انہوں نے کہا: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔بیشک وہ غالب ہے حکمت والا ہے)۔

﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَى أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا﴾ (41)

(یہ نبیِ (مکرّم) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں اور آپ کی اَزواجِ (مطہّرات) اُن کی مائیں ہیں، اور خونی رشتہ دار اللہ کی کتاب میں (دیگر) مومنین اور مہاجرین کی نسبت

(تقسیمِ وراثت میں) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں سوائے اس کے کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرنا چاہو، یہ حکم کتابِ (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے)۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾[42]

(اے نبی! بیشک ہم نے آپ کے لئے آپ کی وہ بیویاں حلال فرما دی ہیں جن کا مہر آپ نے ادا فرما دیا ہے اور جو (احکامِ الٰہی کے مطابق) آپ کی مملوک ہیں، جو اللہ نے آپ کو مالِ غنیمت میں عطا فرمائی ہیں، اور آپ کے چچا کی بیٹیاں، اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں، اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں، اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں، جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور کوئی بھی مؤمنہ عورت بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح) کے لئے دے دے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی) اسے اپنے نکاح میں لینے کا ارادہ فرمائیں (تو یہ سب آپ کے لئے حلال ہیں)، (یہ حکم) صرف آپ کے لئے خاص ہے (امّت کے) مومنوں کے لئے نہیں، واقعی ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے اُن (مسلمانوں) پر اُن کی بیویوں اور ان کی مملوکہ باندیوں کے بارے میں فرض کیا ہے، (مگر آپ کے حق میں تعدّدِ ازواج کی حِلّت کا خصوصی حکم اِس لئے ہے) تاکہ آپ پر (امتّ میں تعلیم و تربیتِ نسواں کے وسیع انتظام میں) کوئی تنگی نہ رہے، اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے)۔

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾[43]

((مذکورہ بالا مالِ فَے) نادار مہاجرین کے لئے (بھی) ہے جو اپنے گھروں اور اپنے اموال (اور جائیدادوں) سے باہر نکال دیئے گئے ہیں، وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضاء و خوشنودی چاہتے ہیں اور (اپنے مال و وطن کی قربانی سے) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہی سچے مؤمن ہیں)۔

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(44)

((یہ مال اُن انصار کے لئے بھی ہے) جنہوں نے اُن (مہاجرین) سے پہلے ہی شہر (مدینہ) اور ایمان کو گھر بنا لیا تھا۔ یہ لوگ اُن سے محبت کرتے ہیں جو اِن کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں۔ اور یہ اپنے سینوں میں اُس (مال) کی نسبت کوئی طلب (یا تنگی) نہیں پاتے جو اُن (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اِنہیں شدید حاجت ہی ہو، اور جو شخص اپنے نفس کے بُخل سے بچا لیا گیا پس وہی لوگ ہی بامراد و کامیاب ہیں)۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾(45)

(اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو انہیں اچھی طرح جانچ لیا کرو، اللہ اُن کے ایمان (کی حقیقت) سے خوب آگاہ ہے، پھر اگر تمہیں اُن کے مومن ہونے کا یقین ہو جائے تو انہیں کافروں کی طرف واپس نہ بھیجو، نہ یہ (مومنات) اُن (کافروں) کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کفّار) اِن (مومن عورتوں) کے لئے حلال ہیں، اور اُن (کافروں) نے جو (مال بصورتِ مَہر اِن پر) خرچ کیا ہو وہ اُن کو ادا کر دو، اور تم پر اس (بات) میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اِن سے نکاح کر لو جبکہ تم اُن (عورتوں) کا مَہر انہیں ادا کر دو، اور (اے مسلمانو!) تم بھی کافر عورتوں کو (اپنے) عقدِ نکاح میں نہ روکے رکھو اور تم (کفّار سے) وہ (مال) طلب کر لو جو تم نے (اُن عورتوں پر بصورتِ مَہر) خرچ کیا تھا اور وہ (کفّار تم سے) وہ (مال) مانگ لیں جو انہوں نے (اِن عورتوں پر بصورتِ مَہر) خرچ کیا تھا، یہی اللہ کا حکم ہے، اور وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرما رہا ہے، اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے)۔

اِفادات قرآنیہ

درج بالا آیاتِ مبارکہ میں غور وفکر کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نگاہ میں ہجرت کرنے والوں کا مقام نہایت عظیم ہے۔ ہجرت انسانی طبع کے لحاظ سے انتہائی دشوار گزار عمل ہے۔ مگر اپنے مال و دولت، گھر بار کو چھوڑ کر نکلنا مردِ مومن ہی کا عمل ہے۔ اس بڑی قربانی پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں مہاجر ہونے والوں پر، کہیں اپنی رحمت برسانے کا حکم دیا ہے، کہیں انہیں جنت میں اعلیٰ و ارفع مقامات کی خوشخبری دی ہے اور کہیں انہیں محسنین، صدیقین اور مفلحین کے القابات سے پکارا ہے۔

ہجرت اور حدیث رسول ﷺ

اللہ کے رسول ﷺ نے ہجرت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حدثنا آدم بن أبي أياس قال: حدثنا شعبة عن عبد الله بن أبي السفر وإسماعيل عن الشعبي عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما النبي صلى الله عليه و سلم قال:"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه"(46).

(نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا)۔

امام بخاریؒ، حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی ہجرتِ مدینہ پر ایک مکمل باب ذکر کرتے ہیں جسے انہوں نے "باب هجرة النبي صلى الله عليه و سلم وأصحابه إلى المدينة" کا نام دیا ہے۔

آپ ﷺ نے ہجرت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وقال عبد الله بن زيد وأبو هريرة رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم:"لولا الهجرة لكنت امرأ من الأنصار"(47).

وقال أبو موسى عن النبي صلى الله عليه و سلم: "رأيت في المنام أني أهاجر من مكة إلى أرض بها نخل فذهب وهلي إلى أنها اليمامة أو هجر فإذا هي المدينة يثرب"(48).

حدثنا مسدد حدثنا حماد هو ابن زيد عن يحيى عن محمد بن إبراهيم عن علقمة بن وقاص قال سمعت عمر رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه و سلم يقول: "الأعمال بالنية فمن كان هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة يتزوجها فهجرته إلى ما هاجر إليه ومن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله"(49).

یعنی جس نے دنیا کمانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انہی مقاصد کے لیے سمجھی جائے گی۔ ہجرت در حقیقت جہاد کا ایک حصّہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ایک ذریعہ ہے۔[50]

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا، وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ"[51]

(رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قوم کی امامت وہ شخص کرے جس کو سب سے زیادہ قرآن کا علم ہو، اگر قرآن مجید کے علم میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرے جس کو حدیث کا سب سے زیادہ علم ہو اور اگر علم حدیث میں سب برابر ہوں تو جس شخص نے سب پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو جو سب سے پہلے اسلام لایا ہو اور کوئی شخص کسی مقرر شدہ امام کے ہوتے ہوئے امامت نہ کرائے اور کسی کی مسند پر بلا اجازت نہ بیٹھے)۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وطن چھوڑنے والوں کے مقام کو اس حدیث مبارکہ میں واضح کیا ہے کہ علم اور علم حدیث کے بعد جو شخص مسلمانوں میں سب سے زیادہ متقی سمجھا جائے اور جو امامتِ امتِ مسلمہ کا حق دار ہے، وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کرنے والا ہے۔

تشریح و توضیح

ہجرت کے لغوی، اصطلاحی، قرآنی اور احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے یہ واضح ہے کہ ہجرت کا کوئی ایک خاص معنیٰ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ ہجرت کبھی دوری کے معنیٰ میں اور کبھی پھیلاؤ اور وسعت جیسے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ لفظ ہجرت میں ایک عالمگیریت پائی جاتی ہے۔ جیسے جیسے معاشرے کی شعوری سطح بلند ہوتی ہے اس کے مختلف معانی و مقاصد متعین ہوتے چلے جاتے ہیں۔ الفاظ کی طرح معاشرتی سطح پر بھی اس کے مختلف اثرات پائے جاتے ہیں۔

سماجی اثرات

ہجرت اور سماج

دنیا میں تین قسم کے ذی روح پائے جاتے ہیں، جو حیوان، انسان اور نباتات پر مشتمل ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی رقمطراز ہیں: "اس کائنات میں ہر زندہ اور متحرک شے کا ایک خاص مزاج، کچھ نمایاں خصوصیات اور ابھرے ہوئے خد و خال ہوتے ہیں۔ ان کی تشکیل اور اس کا تعین انہی خصوصیات سے ہوتا ہے"[52]۔

انسانی معاشرہ انفرادی و اجتماعی زندگی کا مجموعہ ہے۔ ہر ذی روح کو رہائش کی خاطر اپنی جنس اور نسل کے ساتھ سمجھوتہ کرنا ہوتا ہے۔ حیوانی زندگی صرف اپنی جنس اور نوع کے ساتھ بسر ہوتی ہے، جس میں ایک مخصوص دائرہ کار کے گرد پروان چڑھتی اور موت کی وادی میں داخل ہوتی ہے۔ مگر انسانی زندگی میں اس کا دائرہ کار اور دائرہ اختیار بڑھ کر منظم و مرتب معاشروں کی صورت میں آگے بڑھتی ہے۔ حتیٰ کہ موت تک کے معاملات معاشرتی تعاون کے طور پر اکٹھے کیے جاتے ہیں۔

ہجرت اور انسانی زندگی

انسانی زندگی پر غور و غوص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند ناگزیر اور نامساعد حالات میں انسان اپنی آبادیوں کو ہجرت کے زریعے تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ حیوانوں میں سب چھوٹی یا بڑی ہجرت کرتے ہیں۔ انسانی ہجرت دورِ وحشت کے اختتام سے شروع ہوتی ہے۔ جب تک انسان دورِ فطرت میں رہتا تھا اسے دوسروں کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ اس کی صرف ایک ہی ضرورت تھی کہ وہ کسی طرح بھوک مٹائے۔ دور وحشت کی انسانی حالت حیوانی حالت سے ملتی جلتی تھی۔ دورِ وحشت کے خاتمہ پر انسانی معاشرہ وجود میں آیا اور باہمی ضروریات کے لیے انسان آپس میں ملے تو انسانی تاریخ کا آغاز ہوا"[53]۔

ہجرت رزق، پانی اور نسلی تنوع کے گرد گھومتی ہے۔ مگر انسانوں میں یہ ہجرت رزق، پانی اور نسلی تنوع سے بڑھ کر نئی آباد کاریوں، نئے مسائل کے حل، نئے مراکز کے قیام کے سلسلے میں اور جنگ کے دنوں میں، زمینی آفتوں، زلزلہ، سیلاب اور طوفانوں کے دنوں میں اپنی شکل بدلتی رہتی ہے

امت مسلمہ کی فکر ہجرت قدرے مختلف ہے۔ تاریخی اوراق بتاتے ہیں، "ہجرت کی تاریخ مذاہب کی ہر تاریخ کی طرح بہت پرانی ہے؛ اس لیے کہ ہر پیغمبر اور مصلح کو اپنی جائے سکونت سے ضرور ہجرت کرنا پڑی۔ قرآن

حکیم میں، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، اور ابنائے یعقوب، حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل وغیرہ کی ہجرتوں کا بار بار ذکر کیا گیا ہے"[54]۔

اسلام، ہجرت اور سماجی اثرات

اسلام میں ہجرت کے لیے چند بنیادی اُصول وضوابط ہیں۔ ان اصولوں کے پیش نظر کی جانے والی ہجرت اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند درجہ قرار پاتی ہے۔ مسلمان کی ہجرت قرآن وحدیث کی روشنی میں نیت اخلاص سے منضبط ہے۔ اگر اخلاص نیت موجود ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے حضور ثواب بھی ملے گا اور ،ہجرت کا مقصود بھی نصیب ہو گا۔ ہجرت اس اصول سے بندہ مومن کے لیے جزو ایمان بن جاتی ہے۔ ہجرت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے راستے میں عمل جہاد ہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی رقمطراز ہیں، "ہجرت مدینہ کے دوران یا اس دور کے نزدیک پر جو آیات نازل ہوئیں ان میں " ایمان ہجرت اور جہاد کا تذکرہ ایک ساتھ ملتا ہے۔"[55] سید مولانا مودودی لکھتے ہیں: "ہجرت در حقیقت جہاد کا ایک حصہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ایک ذریعہ ہے، اسی بنا پر قرآن وحدیث میں جہاد کے سات ہجرت کی فضیلت اور اس کی اہمیت کو بھی بیان کیا گیا ہے"[56]۔

ہجرت سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا دین وسیع ہوتا ہے اور دین اسلام کی روشنی سے مخلوق خدا منور ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہجرت دین متین کی مدد ونصرت کی کنجی ہے۔ یہ بندہ مومن پر نئے در وا کرتی ہے۔ مختلف اقوام سے روابط بنتے ہیں، ان کی رسوم و روایات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔نئے علوم و فنون سے آشنائی نصیب ہوتی ہے۔ "آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کا حکم اسی لیے دیا گیا تھا کہ لادین سیاسی و معاشی اقتدار میں اجتماعی صالحیت اور ملی سطح پر مطلوبہ اصلاح کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد اولین توجہ مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی استحکام کی طرف دی۔ انہیں معاشی ومعاشرتی طور پر آزاد اور مستحکم کر دیا۔"[57]

آپ ﷺ کی ہجرت نے یثرب کو مدینہ بنا دیا۔ "سرکارِ دو جہاں ﷺ کے مقدس وجود سے یثرب کا مقدر جاگ اُٹھا۔ مدینہ منورہ کی پر نور گلیاں نقش پائے مصطفی ﷺ سے رشک کہکشاں بن گئیں"[58]۔

اسی نظریہ ہجرت کو دیکھا جائے تو، خطہ ہند اس کی خوبصورت مثال ہے۔ صوفیاءِ کرام کی بے لوث ہجرت کے نتیجے میں اس خطے کو اسلام اور ایمان جیسی عظیم نعمت عطا ہوئی۔ ہجرت کے اسی تسلسل میں مملکتِ خداداد پاکستان

؛عظیم جدوجہد، قربانیوں اور لاکھوں افراد کی ہجرت کے نتیجہ میں معرض وجود میں آیا ہے۔ ''ہجرت پاکستان کے وقت لاکھوں مسلمان تہ تیغ کر دیئے گئے۔ کم و بیش ایک کروڑ مسلمان بے سرو سامانی اور تباہ حالی کے عالم میں حسرت مثال کیمپوں کی روح فرسا تکلیفیں اور سفر ہجرت کی راہ گداز مصیبتیں جھیلتے ہوئے پاکستان کی مملکت میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہوئے''(59)۔

ہجرت ایک عبادت ہے، اگر اخلاص نیت ہو تو انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اسی سے مومن کو قلت میں غنٰی نصیب ہوتا ہے۔ اگر مومن اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہجرت کرتا ہے تو اسے کامیابی ملنے پر دو اجر ملتے ہیں۔ ایک اجر اس کا غنٰی ہے اور دوسرا دین متین کی سربلندی عظمت اور کامیابی ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بات ثابت ہے، '' آپ ﷺ نے سب سے پہلے مدینے میں امن و امان قائم کیا اور صحیح بنیادوں پر ایک، ''دولت مشترکہ'' کی بنیاد رکھی''(60)۔

اگر دوران ہجرت بندہ مومن کو مصائب و آلام برداشت کرنے پڑیں، یہاں تک کے موت ہو جائے تو اسے شہادت کا رتبہ نصیب ہو گا۔ ہجرت کرنے والے کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین میں یہ خاص انعام ہے۔

دور حاضر میں مسلم سماجی مسائل اور ہجرت

مسلم معاشرے میں بالعموم اور عرب مسلم معاشرے میں بالخصوص، بعض ممالک ان دنوں نہایت ابتر صورت حال کا شکار ہیں اور عرصہ دراز سے جاری خانہ جنگی اور دہشت گردی کی وجہ سے ہجرت پر مجبور ہیں۔ یہ کلمہ گو مسلمان ہر خطہ اور ممالک میں دادرسی اور پناہ گزینی کے خواہشمند ہیں مگر بدقسمتی سے بدلتی دنیا کی فکر نے مسلم امہ کی فکر پر نہایت کاری ضرب لگائی ہے اور مسلم معاشروں میں اکثر ممالک نے ان مسلمانوں کو پناہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس بدلتی فکرِ دنیا میں مسلم ممالک کی بہت سی مشکلات ہو سکتی ہیں، دہشت گردی کا خطرہ، عالمی معیشت کے اثرات، بین الاقوامی قوانین کی پابندی، مگر حد تو یہ ہے کہ عالم اسلام کے چوٹی کے ممالک سمیت کسی بھی ملک نے اپنے کلمہ گو بھائیوں کو پناہ نہیں دی اور دورِ حاضر میں عیسائی ممالک نے وہی تاریخ دہرائی ہے جو کبھی اسلام کے ابتدائی دور میں دیکھی گئی تھی۔ اس بدلتے معاشرتی اثر اور فکری التباس کو سمجھنا دشوار نہیں۔ دورِ حاضر کے بدلتے تقاضے اور

مشکلات کچھ بھی سہی مگر امتِ مسلمہ کو اس درد کی ضرورت ہے جس کی مثال تاریخ عالم نے حضور نبی اکرم ﷺ کے دور میں دیکھی تھی، انتہائی قلیل آمدنی اور مشکل حالات کے باوجود مدینہ کے مسلمانوں نے کھلے دلوں سے اور محبت واخوت کے جذبے سے سرشار ہو کر دین کے پروانوں کو خوش آمدید کہا۔ جن معاشروں سے محبت واخوت اور بھائی چارے کی پالیسی ختم ہو جائے اور دنیاوی مفادات غالب آجائیں ان معاشروں میں ابتری، قحط اور مالی مشکلات اپنے پنجے گاڑ لیتی ہیں۔ عالمی دنیا سمیت مسلم معاشروں کو ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں اور ان مہاجر مسلمان بھائیوں کی امداد کریں جو اپنا سب کچھ قربان کر کے آئے ہیں، چاہے یورپی عیسائی دنیا کے اپنے جو بھی مقاصد و مفادات ہوں، کل بھی انہوں نے مثال قائم کی تھی آج بھی انہوں نے مثال قائم کر دی ہے۔ عالمِ اسلام کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے۔

نتائج تحقیق

اجتماعی زندگی کے مراحلِ قوانین، جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں، ان میں سے ایک ہجرت بھی ہے۔ ہجرت کی جہات میں سے ایک جہت سماجی بھی ہے۔ سماجی تعلقات اور رویے جب حد سے تجاوز کر جائیں، تو انہیں رفع کیا جانا ضروری ہے۔ عداوت و خونریزی سے بچنے کے لیے ہجرت، ناگزیر عمل ہے۔

جن معاشروں میں مسلمانوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اجازت نہ ملے اور فتنہ و فساد کا خطرہ درپیش ہو، مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہ ہو، ان معاشروں سے سماجی رویوں سے تنگ آکر، ہجرت کرنا واجب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دین کی فکری بنیادوں کو از سرِ نو معاشرے میں اجاگر کیا، یعنی، نئے سماج اور نئے رویوں کو درست کرنے کا بہترین ذریعہ، ہجرت ہے۔

ہجرت کے سماجی اثرات کی بدولت معاشرے میں درپیش نسلی، لسانی اور قبائلی تعصبات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ نئے معاشرے میں ایک نئی روشنی پھیلائی جا سکتی ہے، جس کی بنیاد، امن، محبت، اخوات اور جذبہ ایثار پر مبنی ہو۔

آپ ﷺ کی ہجرت کی بدولت معاشروں کو انسانی نسل کشی سے بچنے کا ایک ذریعہ میسر آیا۔ انفرادی و اجتماعی ہجرت کی بدولت، انسانی نسل کشی کے امکانات کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔ دورِ حاضر میں جنگی افکار و

حالات کی بدولت، دنیا کے اکثر معاشروں کے سماجی رویے، تنگ نظری اور تعصب پسندی پر مشتمل ہو چکے ہیں۔ ہجرت کے ذریعے ان کا تدارک، سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

ا۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب، لاہور، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، جلد 23، ص 114

۲۔ زبیدی، سید مرتضیٰ، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الھدایۃ، جلد 14، ص 396۔

۳۔ ایضاً، ص 297

۴۔ افریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر- بیروت، جلد 5، ص 250۔

۵۔ جرجانی، علی بن محمد بن علی، التعریفات، دار الکتاب العربی -بیروت، ص 319۔

6۔ بخاری، محمد بن إسماعیل، ابو عبداللہ، صحیح البخاری، شرح و تعلیق: مصطفیٰ دیب البغا، دار طوق النجاۃ، جلد 1، ص 6۔

۷۔ مناوی، محمد عبد الرؤوف، التوقیف علی مہمات التعاریف، دار الفکر المعاصر، دار الفکر- بیروت، دمشق، ص 738۔

8۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، جلد 1، ص 772 ۔

9۔ بخاری، محمد بن إسماعیل، ابو عبداللہ، صحیح البخاری، شرح و تعلیق: مصطفیٰ دیب البغا، دار طوق النجاۃ، جلد 4، ص 76 حدیث: 3080۔

10۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، جلد 1، ص: 772۔

۱۱۔ مولانا عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 935۔

12.http://www.oxfordlearnersdictionaries.com/definition/english/migration

13.http://www.oxforddictionaries.com/definition/english/migration

۱۴۔ سورۃ النسا، 4:34۔

15 http://en.wikipedia.org/wiki/Divorce_demography
http://www.oecd.org/els/family/SF3_1_Marriage_and_divorce_rate_Jan2014:2

۱۶۔ سورۃ مریم، 19 :46۔

۱۷۔ سورۃ مومنون، 23 : 67۔

۱۸۔ جیلانیؒ، عبد القادر، شیخ، غنیۃ الطالبین (مترجم)، حامد اینڈ کمپنی، رومی پرنٹرز، اردو بازار، لاہور، ص 302۔

۱۹۔ سورۃ مزمل، 10/73۔

۲۰۔ سورۃ المدثر، 5/74۔

۲۱۔ محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبالؒ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ص 156 ۔

22. https://archive.org/details/TheRiseOfIslam

۲۳۔ سورۃ البقرۃ، 2:218۔

۲۴۔ سعیدی، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، جلد 1، ص 772۔

۲۵۔ سورۃ آلِ عمران، 3/195۔

26۔ قرطبیؒ، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر، امام، تفسیر قرطبی مترجم، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، جلد 2، ص 877۔

۲۷۔ سورۃ النساء، 4:89۔

۲۸۔ سورۃ النساء، 4:97۔

۲۹۔ سورۃالنساء،100:4۔
۳۰۔ سورۃالانفال،72:8۔
۳۱۔ ایضاً،74:8۔
۳۲۔ ایضاً،75:8۔
۳۳۔ سورۃالتوبہ،20:9۔
۳۴۔ ایضاً،100:9۔
۳۵۔ ایضاً،117:9۔
۳۶۔ سورۃالنحل،41:16۔
۳۷۔ ایضاً،110:16۔
۳۸۔ سورۃالحج،58:22۔
۳۹۔ سورۃالنور،22:24۔
۴۰۔ سورۃالعنکبوت،26:29۔
۴۱۔ سورۃالاحزاب،6:33۔
۴۲۔ ایضاً،50:33۔
۴۳۔ سورۃالحشر،8:59۔
۴۴۔ ایضاً،9:59۔
۴۵۔ سورۃالممتحنۃ، 10:60۔
۴۶۔ بخاری، محمد بن إسماعیل، ابو عبداللہ، صحیح بخاری، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، دار ابن کثیر، الیمامۃ۔بیروت، جلد1، ص13، حدیث10۔
۴۷۔ ایضاً، باب ہجرۃ النبی ﷺ، جلد ۳، ص1415
۴۸۔ ایضاً،
۴۹۔ ایضاً، ص1416، حدیث ۳۶۸۵۔
۵۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ایضاً، ص115
۵۱۔ صحیح المسلم، مسلم بن الحجاج إبو الحسن القشیری النیسابوری، دار إحیاء التراث العربی - بیروت، باب من احق بالامامۃ، جلد1، ص465، حدیث673۔
52۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، مولانا، دستور حیات، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی۔ ص20۔
53۔ لینگر، ولیم ایل، انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم۔ جلد اول، ترجمہ: مولانا غلام رسول مہر، الوقار پبلی کیشنز، واپڈہ ٹاؤن لاہور، ص8۔
54۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ایضاً، ص116۔

55۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات سیرت ﷺ، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور ص 400۔
56۔ مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، جلد 3، ص 716۔
57۔ قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، مقدمہ سیرت الرسول ﷺ، ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، جلد ا، ص 408۔
58۔: اعظمی، محمد عاصم، ڈاکٹر، داستان حرم، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، ص 60۔
59۔ خاں میکش، مرتضی احمد، اِخراج اسلام از ہند، اویسی بک سٹال، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ، ص 7۔
60۔ امیر علی، سید، تاریخ اسلام، تخلیقات، اکرم آرکیڈ، ٹمپل روڈ، لاہور، پاکستان، ص 20 ۔